نقش آغاز

تحریک طالبان

اکیسویں صدی میں نظام خلافت راشدہ کے علمبردار !!

ع یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے

کچھ عرصہ پہلے افغانستان کے علاقہ قندہار سے جو تحریک چند بوریا نشین دینی طالب علموں نے بے سروسامانی اور کسمپرسی کے عالم میں شروع کی تھی۔ ظلم و جبر بدامنی استحصال لوٹ مار بداخلاقی و بدکرداری اور دیگر غیر شرعی کاموں کے استیصال اور ابلیسی و طاغوتی قوتوں اور خلقی و پرچمی اور کمیونسٹوں کی ریشہ دوانیوں کو ختم کرنے کیلیے، اور سولہ سالہ عظیم الشان تاریخی جہاد کے ثمرات کو ضائع ہونے سے بچانے کیلیے میدان کارزار میں نکل پڑے تھے۔ تو کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی۔ کہ یہ لوگ کل اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے معمار اور اکیسویں صدی میں نظام خلافت راشدہ کے علمبردار ہوں گے۔ اور افغانستان میں جہاد کے بعد پھیلے ہوئے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں روشنیوں کے سفیر اور رشد ہدایت کے مہتاب اور نور کے مینار ثابت ہونگے۔ اور یہ نادار اور غریب بے سہارا پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس طلبہ مملکت اسلامی افغانستان کے امیر والی قضاۃ گورنر عظیم جرنیل کمانڈر اور عالم اسلام کے مثالی حکمرانوں عمر بن عبدالعزیز محمود غزنوی قطب الدین ایبک شہاب الدین غوری سلطان محمد فاتح اور اورنگزیب عالمگیر اور احمد شاہ ابدالی کے حقیقی جانشین ہونگے۔

سرزمین افغانستان جو بدقسمتی سے جنگ و جدل قتل و قتال غیر ملکی تسلط اپنوں کی ریشہ دوانیوں اور نادانیوں اور عالمی استعماری قوتوں کی سازشوں کی آماجگاہ بنی رہی۔ اور آہن و بارود کی بارش اس زرخیز و مردم خیز خطہ پر لگاتار ہوتی رہی۔۔ یہاں تک بالآخر رب ذوالجلال کو اس سرزمین پر رحم آہی گیا۔

اور رب کائنات نے اس شورش زدہ سرزمین سے ان قدسی صفات اور قرون اولیٰ کے یادگار ان دینی مدارس کے طلبہ کا پردہ غیب سے انتخاب فرمایا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے آندھی اور طوفان کیطرح نہ صرف افغانستان میں بلکہ پورے عالم میں ان کے کارہائے نمایاں کی دھوم مچ گئی۔ اور ان خاک نشین جوانوں کے خوف سے سپر پاور امریکہ اور دیگر استعمار قوتیں پریشان نظر آنے لگیں۔ کہ ان چند ناتجربہ کار بے سروسامان سرپھروں کفن بردوش قلندروں موجودہ دور کے تقاضوں اور سیاسی اتار چڑھاؤ سے نابلد طلبہ نے شجاعت و بہادری عزیمت اور نظم و نسق کے وہ وہ مظاہرے دکھائے کہ عقل انسانی دنگ رہ گئی۔ اور امارت اور صداقت کا وہ سبق یاد دلایا جو رہتی دنیا تک یادر ہیگا۔

ع سبق پھر پڑھ صداقت کا شجاعت کا عدالت کا لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

بعض لوگوں کا خیال تھا۔ کہ پاکستان کی آئی ایس آئی یا اس کے وزیر داخلہ کی اشیر باد اس تحریک کو حاصل ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے۔ تو یہ بات کسی سے مخفی اور پوشیدہ نہیں۔ جناب بابر صاحب کا دینی اور اسلامی تحریکوں اور دینی طلبہ اور مدارس کے ساتھ کیسا اور کس قسم کا رویہ رہا ہے۔ اس قسم کی سوچ رکھنے والے افراد کی عقل پہ ماسوائے ماتم کے اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ اور کسی نے اس تحریک کے ڈانڈے سی آئی اے اور امریکہ سے جوڑنے کی ناکام کوششیں کیں۔ سبحان اللہ کہاں امریکہ اور کہاں نظام خلافت راشدہؓ حدود و تعزیرات قصاص و دیت قرآن و سنت کے قانون کا اجراء اور اسلامی بنیاد پرستی و فنڈ مٹلزم کیلیے تگ و تاز۔ ع جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی ؟ ؟ ان عقل کے اندھوں مخبوط الحواس اور طاعون زدہ سوچوں کے ایسے حامل افراد کو ہم معذور سمجھتے ہیں۔ اور ان کے بکواسات و خرافات اور میزوں پر بنی خودساختہ رپورٹوں، جھوٹے پروپیگنڈوں اور افواہوں کی پرکاہ کے برابر کوئی حقیقت نہیں۔ ؎

شیشے کے گھر میں بیٹھ کے پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

لیکن یہ مجاہدین ان تمام منفی پروپیگنڈوں سے بالاتر ہو کر کسی کے دام تزویر میں نہ آئے نہ کسی کو خاطر میں لائے۔ اور بڑھے اور مزید بڑھتے گئے۔ راستے میں جو بھی سنگ گراں نظر آیا اس کو ٹھوکر ماری۔ اور مشکلات کی جتنی دیواریں راستے میں حائل ہوتی رہیں۔ ان کو گراتے رہے سازشوں کے جتنے بھی مکروہ جال ان کے خلاف بنے گئے وہ تار تار کرتے رہے۔ دشت و صحراؤں اور دریاؤں کو عبور کیا۔ طالبان را خستگی راہ نیست۔

؎ میں ہوں وہ آتش قدم جس سے پگھلتے ہیں پہاڑ
موم ہو جاتا ہے جو آتا ہے پتھر زیر پا

طالبان تحریک کے خلاف آج پوری دنیا میں پروپیگنڈہ مہم عروج پر ہے۔ مغربی اور صیہونی پریس و دیگر ذرائع ابلاغ اور الیکٹرانک میڈیا اپنے تمام تر شیطانی وسائل کے ساتھ ان معصوم طلبہ اور امن کے علمبرداروں کے خلاف صف آرا نظر آتے ہیں۔ امریکہ اقوام متحدہ اور دوسری ابلیسی قوتیں سازشوں کے جال بچھا رہے ہیں۔ کہ کسی طرح اور کسی صورت میں بھی اس شورش زدہ خطہ میں امن و امان، اسلامی نظام حقیقی معنی میں قائم نہ ہونے دیا جائے۔ اسی طرح بھارت ایران اور پاکستان اور وسط ایشیا کے بعض ممالکؑ اور اس پر طرہ یہ کہ دوست نما بعض دشمن صلح و آشتی کے مقدس آڑ اور نقاب میں اس مٹھی بھر لشکر اسلام کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ لیکن کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ ٥

؎ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا۔

خصوصاً بھارت کو طالبان تحریک سے کئی طرح کے خطرات کا سامنا ہے

کیونکہ کشمیر کی آزادی کا مین پاور ہاؤس افغان مجاہدین ہی ہیں۔ اور یہیں سے ایمانی کرنٹ اور جہادی سپرٹ فراہم ہوتی ہے۔ اسی لیے تو بھارت بھرپور طریقے سے ربانی اور حکمت یار صاحب کی حکومت کو فوجی دفاعی اور عسکری سازوسامان ٹیکنالوجی اور تربیت یافتہ پائلٹ اور انجینئر مہیا کر رہا ہے اور پاکستانی حکمران جو کہ امریکہ کے ہتھو گماشتے

کٹھ پتلیاں اور زر خرید غلام ہیں۔ وہ بھی کسی صورت یہ نہیں چاہتے۔ کہ ہمسایہ اور قریبی سرحدی ملک میں خالص اسلامی نظام قائم ہو۔ اور یہ ملک امن و امان اور اسلامی شریعت مطہرہ و نظام خلافت راشدہ کا گہوارہ اور مرکز بنے۔ کیونکہ منطقی طور پر اور جغرافیائی لحاظ سے اس کے اثرات ملحقہ قبائلی علاقوں اور ایجنسیوں میں بسے ہوئے اسلام کے شیدائی عوام پر پڑیں گی۔ بلکہ پورا ملک اور خصوصاً صوبہ سرحد اور بلوچستان کے باسی اس کی لپیٹ میں آئیں گی۔ اور اس کے ساتھ پاکستان میں مذہبی جماعتوں اور دینی مدارس کو ایک موثر اور مضبوط حکومت اور پلیٹ فارم میسر آئیگا۔ چونکہ طالبان تحریک کی حقیقت اور ماہیت تو ہمیں معلوم تھی۔ لیکن اس کے خلاف متذکرہ بالا قوتوں نے جو غلیظ اور مکروہ ترین پروپیگنڈہ کیا تھا۔ جس کی لپیٹ میں اچھا خاصا پڑھا لکھا اور سنجیدہ طبقہ بھی آ گیا۔ اور پھر اخبارات میں طالبان تحریک کے بارے میں بعض صحافی حضرات نے نادانستہ اور بعض نے دانستہ طور پر زہر اگلنا شروع کر دیا۔ ضرورت اس بات کی تھی۔ کہ ان لوگوں کے سامنے اس کی حقیقت واضح کیجائے۔ اور اس خدائی تحریک کے مقاصد و مطالب ان کے سامنے واشگاف ہوں۔ اور ان کے وسائل اور طرز حکومت کو قریب سے دیکھا جائے۔ کیونکہ لیس الخبر کالمعاینۃ اور عین الیقین حاصل ہو جائے۔ چنانچہ اسی مقصد کی خاطر والد محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ملک کے نامور صحافی علماء دانشور اور وکلاء کا ایک وفد لیکر قندہار روانہ ہوگئے تاکہ عالم اسلام اور پاکستانی قوم کو باخبر رکھنے کے ساتھ ان مزموم پروپیگنڈوں کے آگے سد سکندری باندھا جائے۔

راقم بھی اس وفد میں شریک رہا۔ اور وہاں کے حالات و مشاہدات کا تجزیہ اپنی بساط کے مطابق کرتا رہا۔ تاکہ قارئین الحق بھی مزید نئے معلومات اور حالات سے آگاہ ہو جائیں۔ چنانچہ اس خصوصی شمارہ میں طالبان تحریک کے قائدین کے انٹرویوز اور خطاب اور بعض خصوصی تجزیے اور مضامین شامل اشاعت ہیں۔

طالبان کی اکثریت الحمدللہ عمومی اور خصوصی طور پر حقانیہ کے ساتھ بالواسطہ یا بلاواسطہ وابستہ ہیں۔ اور اکثر اعلیٰ عہدوں اور رہائی کمان پر والی۔ گورنر قضاۃ اور دیگر اہم عہدوں پر یہ لوگ متمکن ہیں۔ یہ طالبان تحریک کی کرامت ہے۔ یا خصوصیت۔ کہ الحق نے اپنے یوم تاسیس سے لیکر اب تک ان اکتیس برسوں میں سوائے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ کے خصوصی نمبر کے علاوہ اور کوئی خاص شمارہ نہیں نکالا ہے۔ یہ گویا مادر علمی کیطرف سے اپنے مایہ ناز فرزندوں کیلیے نادر تحفہ اور ہدیہ ہے۔

محترم قارئین! طالبان کی حکومت جو کہ صرف اور صرف اللہ کی نصرت اور امداد سے چل رہی ہے۔ اس کی ایک جھلک ہم نے قندہار اور ہرات میں دیکھی ہے۔ اور جس کامیابی اور سلیقے سے انہوں نے عنان حکومت سنبھالی ہے اور اپنی مقدس سرزمین پر اللہ تعالیٰ کا نظام نافذ کیا ہے۔ اور جنہوں نے مثالی امن و امان قائم کر کے دنیا کو انگشت بدنداں کر دیا ہے۔ اور جس سرزمین پر برسوں کے ظلم وستم و بربریت کے اندھیرے چھائے ہوئے تھے۔ وہاں اسلامی شریعت مطہرہ کی ایسی شمعیں روشن کرائیں کہ وہ تاریکیاں سب کافور ہوگئیں۔ اور ظلمتوں کے سینوں کو چیر کر ایک نئی صبح امید طلوع ہوئی۔

سے شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے

اس تحریک کے روح رواں امیرالمؤمنین جناب مولانا محمد عمر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے کچھ عرصہ پہلے اپنے چند جان

سپاروں کے ہمراہ ان طاغوتی قوتوں اور جہاد اور خون شہداء کے ساتھ غداری کرنے والے غاصبوں کیخلاف علم جہاد بلند کیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک لشکر جرار تیار ہو گیا۔ اذا جآء نصر اللہ والفتح ورایت الناس ید خلون فی دین اللہ افواجا۔

ہجوم کیوں ہے زیادہ "شراب خانے" میں۔
فقط یہ بات کہ "پیر مغاں" ہے مرد خلیق

سوں نے سپین بولدک کے باڈر سے لیکر ترکستان کی سرحد تک اور اس کے ساتھ غزنی گردیز خوست جلال آباد مان کونڑ پکتیا غور فراہ نیم روز اور مقر وغیرہ کے دو تہائی افغانستان کو ان شر پسند قوتوں کی چنگل سے نجات دلادی۔ اور اب ان انیس صوبوں کا نظام و کمان اس عسکر مصطفےٰ کے ہاتھوں میں ہے۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

اور ان کی برق رفتار شاندار کامیابیوں کا سلسلہ تاہنوز جاری وساری ہے۔ اور اب طالبان کے بوٹوں کی ٹاپیں اور نعرہ ہائے تکبیر کابل اور سروبی اور شمالی علاقہ جات میں سنائی دے رہی ہیں اور ان پہ آخری دستک دینے کیلیے تیار کھڑے ہیں۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

آج افغان عوام کے دلوں میں ان کی مقبولیت محبوبیت اور اہلیت کا یہ عالم ہے کہ ان کے استقبال کیلیے پہلے ہی سے اپنے گھروں پر سفید پرچم لگائے جاتے ہیں۔ یہ اصل کامیابی اور فتح و کامرانی کی دلیل ہے کہ قلوب اور دلوں پر حکمرانی کیجائے۔

جو دلوں کو فتح کرے وہی فاتح زمانہ

اور طالبان کو اپنے نجات دہندہ شہدا کی قربانیوں کے امین اپنے آرزؤں اور خوابوں کی تعبیر اور حکومت کے اصل وارثین اور حقدار سمجھکر اپنے علاقوں کے نظم و نسق سنبھالنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ جس سے یہ نام نہاد ربانی حکمتیار گٹھ جوڑ والی حکومت لرزہ براندام اور پریشان ہے۔

اس تناظر میں یہ باتیں بھی پھیلائی جارہی ہیں۔ کہ اس عظیم الشان جہاد کو سبوتاژ کرنے کیلیے اقوام متحدہ امریکہ اور بالمخصوص پاکستان سابق شاہ ظاہر شاہ جو گزشتہ بیس سالوں سے اپنے عوام کو روسی بھیڑیئے کے رحم و کرم پر چھوڑ کر یورپ کو دم دبا کر بھاگ گئے تھے۔ اس کو دوبارہ لانے اور تخت کابل پر براجمان کرانے کیلیے تگودو جاری ہے لیکن زنہار طالبان تحریک مغرب کی ایسی تمام کٹھ پتلیوں اور بے بس مہروں کو مسلط کرنے کی ہر کوشش ناکام بنادیگی۔

آج امریکہ اور یورپی ممالک اکیسویں صدی میں داخلے کیلیے نیو ورلڈ آرڈر، اور سائنس وٹیکنالوجی کے ساتھ فخریہ انداز میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ جبکہ عالم اسلام ابھی تک انتہائی مایوسی کے عالم میں سرگرداں اور پریشان تھا۔ کہ آخر ہم بیسویں صدی کو کیا سوغات دیں۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالی نے پردہ غیب سے انتظام فرما کر مشرق ہی کے افق سے ایک اور خورشید تاباں کو نمودار فرمایا۔

اٹھ دیکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

جس کی ضیاء پاشیوں اور تپش سے صدیوں سے سوئے ہوئے غافل اور خوابیدہ مسلم نے انگڑائی لی۔ ورنہ ہم تو پستیوں،

ناکامیوں، ذلت اور رسوائیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں ایسے گرے ہوئے تھے کہ ان سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ ان بوریا نشین اور مردان باصفا و خود آگاہ نے اپنی مومنانہ کردار اور جراءت رندانہ سے مسلمانوں کی عظمتوں کو بڑھایا اور ان کو تحت الثریٰ سے اٹھا کر بلندیوں کے افق اعلیٰ اور اوج ثریا پر پہنچا دیا۔ اس گئے گزرے دور میں نظام خلافت راشدہ کا قیام اور نفاذ جس کا تصور بھی ہماری زندگیوں میں تقریباً محال تھا۔ کل جب کوئی تاریخ افغانستان پر قلم اٹھائے گا۔ تو اس تحریک اور اس کے مافوق العقل کارناموں کو انشاءاللہ سنہرے الفاظ میں لکھے گا۔ اور یقیناً تحریک طالبان کا یہ زرین باب افغانستان کے تمام سابقہ ادوار پر بھاری ہو گا۔ "شاہوں" پر بھاری، سپر طاقت سوویت یونین کی فوجی حکومت پر بھاری اس کی کٹھ پتلی حکومتوں پر بھاری "ڈاکٹروں" "پروفیسروں" اور "انجینئروں" کی حکومتوں پر بھاری اتنا کہ تمام سابقہ حکومتوں کا پلڑا ایک جانب اور دوسری طرف تنہا "مٹھی بھر طالبان" کا وزن بھاری۔
آج اپنے اسلاف کی درخشاں تاریخ دہرانے اور ستاروں پر کمندیں ڈالنے کے لیے نوجوانان اسلام کمر بستہ ہوئے ہیں۔ دنیا کو یہ بتانے کے لیے کہ آج عالم کو نیو ورلڈ آرڈر کی نہیں بلکہ نظام خلافت راشدہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔
احمد شاہ ابدالی کے شہر قندہار کے ریگزاروں سے جو طوفان اٹھا ہے اس سے مسلمانان برصغیر کو ایک نئی روح ملنے لگی اور ملی ہے۔ اور گویا تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ سلطان غزنوی کے جان نثار فرزند اپنے وقت کے بڑے بڑے سومنات گرا رہے ہیں۔

ے اے خاک نشینو اٹھ بیٹھو وہ وقت قریب آ پہنچا ہے
جب تخت گرائے جائیں گے جب تاج اچھالے جائیں گے

آج اگر یہ بات کہی جا رہی ہے تو یقیناً مبالغہ آرائی نہیں ہو گی۔ کہ یہ لوگ انشاءاللہ وہ خلافت راشدہ قائم کر کے رہیں گے۔ جس کیلیے صدیوں سے مسلمان چشم براہ تھے اور کان جس نوید اور مژدے کو سننے کیلیے بے قرار تھے۔ سینوں میں بے چین قلوب پریشان دھڑکنوں سے جس کا انتظار کر رہے تھے۔ صدیاں زمانے اور قرون جس اسلامی تہذیب و تمدن اور جس خدائی دستور و قانون کیلیے بے تاب تھیں۔ وہ گھڑی آ پہنچی۔

ے اے صبح میرے دیس میں تو آ کے رہیگی
رو کیں گے تجھے شب کے طرفدار کہاں تک

آج علامہ جمال الدین افغانی کی بے چین و مضطرب روح کو قرار آ ہی گیا۔ جس منزل کے حصول کے لیے انہوں نے عمر بھر صحرانوردی کی۔ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلیے حضرت سندھیؒ جو مختلف قوموں کے مردہ ضمیروں کو جھنجھوڑتے رہے۔ اور جس بوٹے کی آبیاری انہوں نے کی تھی۔ آج افغانی ہی کے دیس میں وہ بار آور اور ثمر بار درخت بن گیا ہے۔ علامہ اقبال کے خواب آج سرزمین افغانستان میں شرمندہ تعبیر ہو رہے ہیں۔ اور وہ عقابی روح اور ستاروں پہ کمندیں ڈالنے والے نوجوان طالبان کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ جس مسلم اور محکوم قوم کو عمر بھر پکارتے رہے جھنجھوڑتے رہے للکارتے رہے۔ اور جس اسلامی روح کو مسلم نوجوانوں میں پھونکنا چاہتے تھے اور جس تمنا کے حصول کیلیے انہوں نے اپنی تمام توانائیاں صرف کر ڈالی تھیں۔ اور اکابرین دیوبندؒ نے جس مشن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا تھا۔ آج ان کی یہ آرزو اور ان کا یہ مشن قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ کے عظیم مجاہد شاگردوں اور جانبازوں نے عملاً کر دکھایا۔ آج ام المدارس دارالعلوم حقانیہ کے جان نثار

فرزندوں نے کتاب الجہاد، اور قانون اسلام

پڑھتے پڑھتے اس کو عملی جامہ میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اب نظام خلافت راشدہ کا عملی نفاذ ان کے زیر کنٹرول انیس صوبوں میں ہو چکا ہے۔

انا فتحنا لک فتحا مبینا

نصر من اللہ وفتح قریب وبشر المؤمنین٥

قارئین کرام ! طالبان تحریک کی مقبولیت اور ان کے کارہائے نمایاں کو دیکھ کر میرے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا۔ کہ اے کاش تمام عالم اسلام اور بالخصوص اپنے ملک پاکستان میں بھی ایسی تحریک بپا ہو جائے جس میں یونیورسٹیز اور دینی مدارس اور کالیجز کے نوجوان یک قدم، یک زبان ہو کر اپنے اس مظلوم و مجبور عوام و ملک کو ان ظالم اور درندہ صفت حکمرانوں، سیاستدانوں اور مغربی استعمار کے گماشتوں سے آزاد کرا دیں۔

پاکستان اور اسکے عوام گزشتہ پچاس سالوں سے غلام اور محکوم چلتے چلے آرہے ہیں۔ انگریزوں کا قانون یہاں پر نافذ ہے اور مغربی جمہوریت کے نام پر ہمیں دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ اس تناظر میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ الیکشن اسمبلیاں ہمارے مسائل کا حل نہیں ہیں۔ آج پوری قوم منتظر ہے کہ کہیں سے تحریک طالبان جیسی خدائی تحریک اٹھے اور جو کہ سیاست کی آلودگیوں، تعصبات اور فرقہ واریت سے بالکل پاک اور مبرا ہو تو اس کے لیے ایک ہی راستہ ایک ہی حل اور ایک ہی فارمولہ ہے۔ اور وہ ہے انقلاب۔ انقلاب۔ اسلامی انقلاب۔ اور جہاد۔

تب ہی ہم منزل مقصود سے بغل گیر ہو سکتے ہیں۔ اور دنیا میں آزاد کہلائے جا سکتے ہیں۔ کرپشن اور دیگر لاتعداد برائیوں اور فحاشی اور بے دینی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اور ان درندوں سے خلاصی ہو سکتی ہے آج ہے کوئی مرد شجاع ہے کوئی مرد مسیحا اور ہے کوئی رجل رشید جو من انصاری الی اللہ کا نعرہ مستانہ لگائے۔ اور جواب میں نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر کے فدائین نوجوان نحن انصار اللہ کہہ کر عالم اسلام کو مغرب پرست حکمرانوں سے نجات دلا دیں۔ رب انی مغلوب فانتصر الآیہ۔

لہ دعوۃ الحق

تحریک طالبان افغانستان کا ادنی خادم

راشد الحق (16-9-1996)

قارئین سے گذارش

تمام قارئین سے گذارش ہے کہ خط وکتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر، حوالہ نمبر، تبادلہ نمبر ضرور تحریر کریں۔ ورنہ ادارہ جواب دینے سے معذور ہوگا۔ (شکریہ)